سید احمد شہید اور تحریک جہاد

تحریر و ترتیب: مولانا عبدالعظیم انصاری۔ قصور

سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کا شمار ان اعاظم رجال میں ہوتا ہے جن کی ساری زندگی اعلائے کلمتہ الحق کے لئے وقف رہی اور اس راہ میں انہوں نے تن' من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور ایک سچے اور حقیقی مومن کی صحیح زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ **منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر** کے مطابق جینے اور مرنے کا حق ادا کر دیا۔

سید احمد شہیدؒ کی زندگی ایک صاف و شفاف آئینے کی مانند ہے جس میں کوئی داغ اور دھبہ نہ ہو آئینہ دیکھنے سے اپنے چہرے کے تمام خدو خال اور معائب و محاسن نظر آجاتے ہیں جیسا چہرہ ہو گا ویسا ہی سامنے آجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے حقائق کی روشنی میں حسن عقیدت کے ساتھ۔ خدا کی راہ میں ان کی مجاہدانہ مساعی' جہاد و غزا' جاں نثاری اور جاں سپاری کے مناظر کا مطالعہ کیا انہیں وہ ایک مرد مومن' عزم و استقلال کے پیکر' مجاہد اور غازی فی سبیل اللہ اور خدا کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے خلعت شہادت سے سرفراز ہونے والے شہید نظر آئے۔

تجدید دین کی خاطرانہوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کے باعث انہیں اس دور کا مجدد جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں جو جاہل ملاؤں اور شکم پرور علمائے سوء کی بداعمالیوں' ہوس زر' ثمن قلیل کے حصول کے لئے سودا بازیوں اور بدعات و رسوم کو رواج دینے کی وجہ سے مردہ ہو چکی تھیں انہیں زندہ کرنے والے اور از سر نو اسلام کا بول بالا کرنے والے نظر آئے۔

لیکن بعض کریہہ الصورت لوگ جو دنیا ہی میں **اسودت وجوھھم** کا نمونہ ہیں جن کے اعمال و افعال سراسر اسلام کی نفی کرتے ہیں۔ جاہ طلبی' نفس پروری اور حصول دنیا جن کا شیوہ ہے۔ جو اپنے مفاد اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام کے صریح اور واضح احکام کو بدل دیتے ہیں اور دراہم معدودہ کے عوض حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے دیتے ہیں۔ بدعات و رسوم کی دکان سجانے کے لئے نت نئے حربے استعمال کرتے ہیں ان کی اپنی دینی زندگی کے خدوخال اور چہرہ مہرہ کے نقوش بگڑ چکے ہیں اور اسلامی زندگی کی شکل و صورت بدل چکی ہے۔ اس لئے وہ جب حضرت شہید رحمہ اللہ کی زندگی میں اپنے دل میں ان کے متعلق بغض و عناد لئے ہوئے جھانکتے ہیں اور تعصب کی عینک سے انہیں جانتے ہیں تو انہیں شاہ شہید کا تاباں اور منور چہرہ نظر نہیں آتا بلکہ اپنا ہی تاریک سیاہ اور مسخ شدہ چہرہ سامنے آجاتا ہے اور دفور غیظ سے وہ حضرت شہید پر طرح طرح کی الزام تراشیاں اور بہتان طرازیاں کرنے لگتے ہیں اور انہیں انگریز اور سکھوں کا حلیف اور مسلمانوں کا حریف ثابت کرنے کی

کوشش کرتے ہیں۔ قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر - قل موتوا بغیظکم

پہلے طبقے نے اپنی تحقیق اور مطالعہ سے شاہ صاحب کی زندگی کے ہر پہلو پر ریسرچ کر کے ان کی سیرت اور سوانح کے تمام روشن زاویے اور اس کے ساتھ ساتھ بشری تقاضوں کی وجہ سے انسانی کمزوریوں سے نقاب کشائی کی چونکہ ان کی معمولی کمزوریوں کے مقابلے میں ان کے محاسن' زہد و ورع' شرف و مجد' اصلاحی اور تجدیدی کارنامے مجاہدانہ تگ و تاز کے واقعات اتنے نمایاں اور روشن تھے کہ ان کا انکار شپرہ چشمی اور کور بینی تھی اس لئے حقیقت حال کے اعتراف کے طور پر انہوں نے شاہ شہید کی زندگی کے ان روشن گوشوں پر زور قلم صرف کیا اور تاریخی حقائق کو من و عن منظر عام پر پیش کیا۔ لیکن اگر کور چشمی کی وجہ سے کسی بصیرت و بصارت سے عاری انسان کو ان کے محاسن و محامد بھی عیوب و نقائص نظر آئیں تو شاہ شہید کا اس میں کیا قصور ہے یہ تو ان کی نظر و بصر سے محرومی' علم و عرفان سے تہی دامنائی اور جہالت و نادانی کا کرشمہ ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت میں اور حقیقت شناس سوانح نگاروں کے نزدیک سید احمد شہید اپنے وقت کے مجدد' امام' مجاہد' غازی اور شہید تھے۔ ان کی زندگی سراسر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت اور ایک مومن عابد کی حیات طیبہ کا عکس تھی جس نے رسول خدا کے بارے میں سو سال بعد خلافت راشدہ کی ایک روشن جھلک پیش کی اور خدا کی راہ میں یہ کہتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

شاہ شہید نے اپنی عملی زندگی سے بدر و حنین اور احد و خندق کی مثال تازہ کر دی پہلا طبقہ جس نے حضرت شاہ صاحب کی سیرت و سوانح کے سلسلے میں پوری دیانت داری سے حالات کی تہ تک پہنچ کر پوری محنت اور جانفشانی سے واقعات کی جمع و تدوین کی ان میں مولانا سید ابو الحسن ندوی' مولانا غلام رسول مہر سرفہرست ہیں۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری' مرزا حیرت دہلوی اور مولانا محمد علی بریلوی کی اس سلسلے میں خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر محققین نے بھی اپنی بساط کے مطابق اس بارے میں کافی کام کیا ہے اور متعدد کتابیں بالاکوٹ کے حالات اور شاہ صاحب کی تحریک جہاد پر لکھی جا چکی ہیں۔

لیکن دوسرا طبقہ جن کا مقصد زندگی ہی جلب زر اور اسلام کا لباس پہن کر مسلمانوں کو شکار کرنا تھا۔ انہوں نے جب اپنے مفاد پر زد پڑتے دیکھی اور اسلام میں جو نئی بدعات و خرافات اپنے مقصد کے حصول کی خاطر جاری کی تھیں وہ بند ہوتی نظر آئیں' ہواؤ ہوس کی دکان ماند پڑنے کا خطرہ لاحق

ہوا تو انہوں نے شاہ صاحب کے ان تجدیدی' اصلاحی اور مجاہدانہ کارناموں کا جو انہوں نے احیاء دین اور تجدید و اصلاح کی خاطر انجام دیئے تھے یا تو سرے سے ہی انکار کر دیا یا ان کی تاویلیں کرنے لگے اور آپ کو ناکردہ گناہوں اور جرائم کے ارتکاب کا مورد قرار دینا شروع کر دیا۔

اس طبقے کے سرخیل اور بانی مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں جو خاص حالات کی پیداوار ہیں اور تاریخی شواہد موجود ہیں کہ انگریز کے ایماء اور اشارے پر انہوں نے یہ فریضہ انجام دینا شروع کیا۔ ان کے پیرو کار جو ان کی نسبت سے بریلوی کہلاتے ہیں ان لوگوں نے بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ بریلی اور بدایوں وغیرہ میں کفر ساز ادارے قائم کئے گئے ان میں کفر سازی کا اسلحہ ڈھلنے لگا اور ان کا ہدف ہر وہ مسلمان ٹھہرا جس نے ان کے کفریہ' شرکیہ اور قبوری دین و عقائد سے انکار کیا۔ ان لوگوں نے اسلام کی صحیح' واضح اور روشن تعلیم جس کی رات بھی دن کی مانند روشن تھی کو مسخ کر کے بدعات و رسومات کو رواج دیا اور اسلام کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ شرکیہ اعمال و افعال کو اختیار کیا اور ہندوانہ رسوم و رواج اور غیر اسلامی امور کو حرز جاں بنایا۔ وہ ہر دھندا جس میں انہیں اپنی نفس پروری کا سامان نظر آیا اسے جاری کیا اور اسے عین اسلام قرار دیا۔ بزرگوں کی ولادت بھی ان کی دکان چمکانے کا باعث بنی اور ان کی وفات بھی ان کے لئے مژدہ جان فزا لے کر آئی جو مال و زر جمع کرنے کا ذریعہ بنی نت نئی تقریبات میلاد' عرس گیارہویں اور یوم فلاں و فلاں کے نام سے منعقد کرنے لگے۔ یہ طرز عمل تو ان کا حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم' اولیاء امت اور بزرگان دین کے ساتھ ہے۔ عوام کی موت و حیات بھی ان کے لئے سامان زندگی فراہم کرنے اور مال و زر جمع کرنے کا پیغام لے کر آتی ہے۔ کوئی پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان دینے سے ان کے وارے نیارے اور مرجائے تو ان کی عید۔

کسی کا باپ' بیٹا یا بھائی مرتا ہے' ان کے گھر صف ماتم بچھی ہوتی ہے' گھر والے باول گریاں ماتم کناں ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں اس وقت بھی اپنے حلوے مانڈے کی فکر ہوتی ہے۔ بلکہ جنازے کے فوراً بعد اعلان کرواتے ہیں کہ "قل" اور "تیسرا" کب ہے پھر ساتواں بیسواں اور چالیسواں چلتا رہتا ہے۔ اس عرصے میں کوئی دوسرا مرجاتا ہے۔ اس طرح ان علماء سوء کی دکان داری ماند نہیں پڑتی اور ان کا دھندا کبھی ماند نہیں پڑتا۔

اس لئے سید شہید جیسے بزرگ ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں کیوں کہ انہوں نے اس قسم کی بیہودہ اور غیر اسلامی رسوم کی بیخ کنی کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دی اور مردہ سنتوں کو زندہ کرنے کی خاطر موت کو اپنے گلے سے لگایا۔ تعصب کی عینک اتار کر ان نفوس قدسیہ کے کارناموں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ خدا نے انہیں اپنے دین کی حفاظت اور اپنے رسول کی سنت

کی صیانت کے لئے ہی پیدا کیا تھا اپنے آرام و آسائش اور راحت و سکون کو خیرباد کہہ کر اسلام کی سربلندی اور اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور ایک کٹھن راستہ اختیار کیا جس میں کانٹے ہی کانٹے تھے لیکن یہی صراط مستقیم تھا جس کا دوسرا سرا جنت تک جاتا تھا اور جس کی نشان دہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ ورنہ اگر وہ چاہتے تو پیری مریدی اور سجادہ نشینی کی راہ اختیار کر سکتے تھے اس طرح ان کے لاکھوں کی تعداد میں پیرو کار ہوتے اور وہ ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی چند روزہ زندگی کو بیچ جانا مگر بقول سید ابو الحسن ندوی "سو سال سے زائد ہونے کو آئے ' شائد ہی کوئی دن طلوع ہوا ہو جس کی صبح کو ان بزرگوں کے خلاف حامیان شرک و بدعت اور قبوری شریعت والوں کی طرف سے تکفیر و تضلیل میں کوئی فتویٰ نہ نکلا لعنت و سب و شتم کا کوئی صیغہ نہ استعمال کیا گیا ہو وہ ابو جہل و ابو لہب سے زیادہ دشمن اسلام' خوارج و مرتدین سے زیادہ مارق عن الدین وخارج از اسلام' فرعون و ہامان سے زیادہ مستحق نار' کفر و ضلالت کے باقی بے ادبوں اور گستاخوں کے پیشوا' شیخ نجدی کے مقلد اور شاگرد بتایا گیا۔

اور یہ ان لوگوں نے کہا جن کے جسم نازک میں آجتک اللہ کے لئے ایک پھانس بھی نہیں چبھی جن کے پاؤں میں اللہ کے راستے میں کوئی کانٹا بھی نہیں گڑا۔ جن کو خون چھوڑ کر (کہ اس کا ان کے یہاں کیا ذکر) اسلام کی صحیح خدمت میں پسینے کا ایک قطرہ بہانے کی توفیق بھی حاصل نہ ہوئی۔ اور یہ ان لوگوں نے کہا جن کی ماؤں' بہنوں' بیٹیوں کی عزت و عصمت بچانے کے لئے انہوں نے اپنا سر کٹایا۔ تو کیا ان کا یہی گناہ تھا اور دنیا میں احسان فراموشی کی اس سے بڑھ کر نظیر مل سکتی ہے؟

جس وقت پنجاب میں مسلمانوں کا دین و ایمان' جان و مال عزت و آبرو محفوظ نہ تھی اس وقت یہ غیرت ایمانی و حمیت اسلامی والے جو ایک "کلمہ کفر" برداشت نہیں کر سکتے کہاں تھے اور کیا آج بھی شاہ ولی اللہ کے پوتے کے علاوہ کوئی کافر نہیں؟" (سیرت سید احمد شہید طبع دوم)

بریلوی فرقہ کے اکابر و اصاغر جب سے اس فرقے کا ظہور ہوا اسی وقت سے ہی تحریک جہاد اور سید احمد شہیدؒ کی مخالفت میں کمر باندھے ہوئے ہیں۔ اس فرقہ کے بانی مولوی احمد رضا خان نے اس تحریک کے خلاف چھوٹی بڑی قریباً تین صد کتابیں لکھیں یہ بھی کوئی سربستہ راز نہیں کہ خاں صاحب نے محض انگریز کے اشارے پر یہ کام انجام دیا کہ ان کی ساری عمر مسلمانوں عموماً" اہل توحید کی تکفیر و تفسیق میں گذری ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ جب سید شہید کی جماعت انگریز کے خلاف برسرپیکار تھی اور سرحد کے علاقے میں ان کا ناک میں دم کیا ہوا تھا تو مولوی احمد رضا اپنے مفاد کی خاطر اور انگریز کی رضا جوئی کے لئے ہندوستان کو دارالسلام قرار دے رہے تھے اور ایک کتاب "اعلام

الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" لکھ کر اپنے آقاؤں کو خوش کر رہے تھے علمائے حق اور سید صاحب کے پیرو کار اسے "دارالحرب" قرار دے کر انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہے تھے۔

خاں صاحب کو انگریز کے خلاف کوئی قدم اٹھانا تو کجا ایک حرف کہنے کی بھی توفیق نہ ہوئی اور ان کے پیرو کار آج انہیں مجدد وقت ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس کے برعکس جن بزرگوں اور نفوس قدسیہ کی تمام عمر کفر کے مقابلے میں جہاد و غزا میں گزری' انگریزوں کے خلاف فتوے صادر کئے' ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو ان کے خلاف صف بندی کی ان سے معرکہ آرائیوں میں مصروف رہے انگریز کے خلاف تحریکیں چلائیں۔ تحریک آزادی سنہ ۵۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کی پاداش میں قید و بند اور پھانسیوں کی سزائیں قبول کیں' جائیدادیں ضبط کرائیں' ملک بدر ہوئے' انہیں یہ لوگ انگریز کا حامی ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور یہ کہتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے کہ

> "سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کی تحریک جہاد" دراصل مسلمانوں ہی کے خلاف تھی اور مجاہدین کا مقصد یہ تھا کہ اس علاقے میں بالادستی حاصل کر کے اپنی حکومت اور سلطنت قائم کی جائے۔ نفاذ شریعت یا اسلامی حکومت کا قیام مقصد نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاتھوں مسلمان قتل ہوئے اور انہوں نے سرحد کے علاقے میں پٹھان مسلمانوں کو تہ تیغ کیا" (حقائق تحریک بالا کوٹ)

یہ سراسر حضرت شہید اور ان کے پاک باز ساتھیوں پر افتراء اور الزام ہے کیونکہ تاریخی حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سید شہید کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس علاقے کے مسلمانوں کو ساتھ ملا کر ایک منظم اور جانباز سپاہ تیار کی جائے جس کے ذریعے پہلے پنجاب کا وہ علاقہ جو سکھوں کی دستبرد اور ظلم و تشدد کا نشانہ ہے اور اسے آزاد کرایا جائے اور اس کے بعد ہندوستان کا باقی علاقہ انگریز سے آزاد کرایا جائے۔ تاریخی شہادتیں اس پر موجود ہیں اور اس کی آئندہ سطور میں وضاحت کی جائے گی۔

حقائق تحریک بالا کوٹ یہ ایک کتاب کا نام ہے اس کے مصنف کوئی شاہ حسین گردیزی ہیں۔ جن کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے نہایت تحقیق اور ریسرچ کے بعد یہ ثابت کر دیا ہے کہ سید احمد شہید کی تحریک "تحریک جہاد" نہیں تھی۔اس کتاب میں مصنف نے تاریخی حقائق کے اظہار کے بجائے تاریخی واقعات کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اور شہید دشمنی میں اخلاق و آداب اور اکرام و احترام کی تمام حدیں پھلانگ کر سید احمد شہید کے خلاف انتہائی بغض و عناد کا اظہار کیا ہے سید صاحب کی ذات گرامی کو بری طرح طعن و تشنیع کا ہدف بنایا ہے۔ آپ کو بے علم' جاہل غبی اور نااہل جیسے نازیبا

القابات سے نوازا گیا ہے اور کتاب میں دل آزار عنوانات قائم کر کے آپ کی کردار کشی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس کتاب کی مدح سرائی میں تقریظات لکھنے والے چند حضرات کی آراء ملاحظہ ہوں۔ پیر کرم شاہ لکھتے ہیں

مصلحت و عقیدت کے دبیز پردوں میں چھپائے گئے حقائق کو روشن اور زبان عطا کر کے علامہ گردیزی نے قابل ستائش کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ صفحہ ۴

حکیم نصیرالدین ندوی لکھنؤ بھارت کی تقریظ

اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے عقیدت مندوں نے ان دونوں مجاہدان آزادی کو جس طرح انگریزوں کے ساتھ جہاد میں کھڑا کیا ہے۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے اور یہ دونوں نامور مجاہد انگریزوں کے خلاف جہاد میں اترے ہی نہیں بلکہ خود انگریزوں کے اشارہ پر سکھوں اور مسلمانوں سے نبرد آزما رہے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے

سید احمد بریلوی دولت علم سے یکسر محروم تھے اور اس کے ساتھ عقل و دانش سے بھی کلیتہً ”کورے تھے ص ۵ (معاذ اللہ)

خواجہ رضی حیدر قائد اعظم اکیڈمی کا ارشاد

تحریک بالا کوٹ اور اس کے متعلقہ افراد و واقعات کا یقیناً پاکستان کی نظریاتی اساس و بنیاد سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس لئے اس تحریک کی خامیوں اور اس کے منفی اثرات و مقصدیت کی نشان دہی وطن دشمنی نہیں بلکہ ایک صحت مند تاریخی رویہ ہے۔ مزید لکھتے ہیں۔

مولانا شاہ حسین گردیزی نے اس ”روحانی لبادہ“ کے اندر جھانکنے کی جسارت کی ہے اور یقیناً ان کے اس عمل سے اعتماد و اعتبار کی اس عمارت کو شدید دھچکا لگے گا جس کی تعمیر میں ”مکر و ریا“ کی اینٹیں استعمال ہوئی ہیں۔

پروفیسر محمد افضل جوہر عبداللہ ہارون کالج کراچی فرماتے ہیں

شومئ قسمت سے انگریز کے خلاف جن تحریکوں کا ذکر ہوتا ہے ان میں تحریک بالا کوٹ کو سرفہرست رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ اس تحریک کے باغیوں نے مسلمانوں اور سکھوں سے نبرد آزما ہو کر انگریزی حکومت کی جڑوں کو مضبوط اور

مستحکم کیا۔

تقاریظ کے ان اقتباسات کے مطالعہ کے بعد آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس کتاب میں کیا ہے اور ان لوگوں کو یہ بات کتنی گراں گزرتی ہے کہ سید احمد شہید کو تاریخ میں ایک مجاہد یا غازی اور شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' اوران کی تحریک کو تحریک جہاد قرار دیا جاتا ہے یہ کتنی ستم ظریفی اور ناانصافی ہے کہ ہندوستان میں ایک خالص احیائے دین کی تحریک کو "مکر و ریا" کا نام دے کر بدنام کیا جائے' اس تحریک کے قائد کو بے علم' جاہل' عقل و دانش سے کورا بتایا جائے اور اس کی راہ میں اپنی عزیز جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے مجاہدین اور انگریزوں کے خلاف ساری عمر نبرد آزما رہنے والے مخلصین کو انگریزی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنے والے کہا جائے"

اس کتاب کے مصنف شاہ حسین گردیزی بڑی وضاحت کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں

> "جناب غلام رسول مہر مورخ ہونے کے ساتھ "سید احمد بریلوی" سے فرط عقیدت کے جذبات بھی رکھتے ہیں۔ اسی عقیدت کو بحال رکھنے کے لئے فرضی قیاس اور دروغ نویسی سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ان کی فطری کمزوریوں پر جہاد کا عمامہ سجا دیتے ہیں۔ جناب مہرنے سید احمد بریلوی کا تاریخی اور پھر شرعی مجسمہ تیار کر کے نئی پود کے سامنے رکھا اور اس کا تصور دل و دماغ میں بٹھانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے کورس میں شامل کرا دیا۔ جس کے نتیجے میں ہر اسکول پڑھا سید احمد بریلوی کو مجاہد فی سبیل اللہ کا خطاب دینا ضروری سمجھتا ہے" (حقائق)

اس طرح گردیزی صاحب کے نزدیک یہ تحریک محض ایک افسانہ' فرضی قیاس' دروغ گوئی اور معاذ اللہ مکر و ریا کی کہانی ہے جسے حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور یہ بھی دکھ ہے کہ سکول میں پڑھنے والے طلباء کو یہ کیوں بتایا جاتا ہے کہ سید احمد شہید مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔

اگرچہ کتاب میں سید شہید کے کردار پر شدید ذاتی حملے کئے گئے ہیں اور بے بنیاد بہتان اور الزامات لگائے گئے ہیں لیکن میں ان سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اس موضوع پر گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آیا سید صاحب کی یہ تحریک جہاد انگریزوں کے خلاف تھی یا جس طرح اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے سکھوں اور مسلمانوں کے خلاف تھی۔

گردیزی صاحب کا جناب مولانا غلام رسول مہر پر یہ الزام کہ انہوں نے سیرت شہید میں فرضی اور قیاسی حالات لکھے اور دروغ گوئی سے کام لیا یہ سراسر حقائق کا منہ چڑانا ہے مولانا مہر صاحب نے یہ کتاب محض قلم برداشتہ نہیں لکھ دی بلکہ پورے بیس سال خوب محنت و کاوش اور چھان پھٹک کے بعد

اسے حیطہ تحریر میں لائے ہیں۔ اور حضرت سید شہید پر دوسرے لکھنے والے مصنّفین مولانا محمد جعفر تھانیسری اور مرزا حیرت کے بیانٓ کردہ بعض واقعات پر اس لئے نکیر کی ہے کہ وہ احوال و ظروف اور واقعات کے پس منظر میں پورے نہیں اترتے۔ اور تاریخی شہادتیں نیز سید شہید کے اپنے مکتوبات سے ان کی تصدیق نہیں ہوتی اس کی تفصیل مکاتیب کے سلسلے میں آگے آرہی ہے۔ (جاری ہے)

محترم مدیر "ترجمان السنہ"

سلام نیاز

ہفت روزہ اہلحدیث "مجریہ" ۱۱ ستمبر کے اداریہ میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی طرف سے اب تک منعقد ہونے والی ۲۵ ستمبر والی کانفرنس سمیت بارہ کانفرنسوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اب جبکہ مرکزی جمعیت اہلحدیث اور جمعیت اہلحدیث پاکستان (حضرت علامہ شہید گروپ) آپس میں ضم اور مدغم ہو چکی ہیں اور انہیں متحد کر دیا گیا ہے پھر ان عظیم اجتماعات اور کانفرنسوں کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا جو حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے اہتمام میں منعقد ہوتی رہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ معلوم نہیں اس کے ذکر نہ کرنے میں کوئی خاص مصلحت ہے یا سہو۔ کہ علامہ مرحوم کے کام اور نام کو دانستہ یا نادانستہ کیوں فراموش کیا جا رہا ہے؟ بہرحال یہ صورت حال دیکھ کر بہت دکھ اور رنج پہنچا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ کی جماعتی خدمات اور جانی قربانی کو قبول فرمائے اور ہمیں اس کے اعتراف کی توفیق فرمائے۔ آمین

خیرخواہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید
عبدالعظیم انصاری قصور